اہلِ حدیث کی نسبت کئی ایک من گھڑت افترا لگائے گئے ہیں اور لگائے جاتے ہیں . . . . کہ یہ لوگ حضرات انبیاء و اولیاء کی توہین کرتے ہیں بلکہ اسی توہین کو اپنا دینی شعار جانتے ہیں، بزرگوں سے منکر ہیں، اولیاء اللہ کی کرامات سے انکاری، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے منکر، درود نہیں پڑھتے، پھوپھی سے نکاح جائز بتلاتے ہیں، سور کی چربی کو حلال کہتے ہیں، آنحضرت صلعم کا بڑے بھائی جتنا ادب کرتے ہیں . . . . . وغیرہ وغیرہ[1]"

اس طرح کے مخالفانہ پروپگنڈے کے گرد و غبار کو صاف کرنے کے لیے مرحوم نے یہ رسالہ قلمبند فرمایا اور اہلِ حدیث کے عقیدہ و مسلک کے ضروری پہلو بڑی خوبی سے واضح کیے۔ بجز اس کے مرحوم کی اس تحریر میں "مقلدین" اور "بدعتی" کی اصطلاحات چند بار آئی ہیں (اور وہ بھی گالی کے طور پر نہیں)، کسی مقام پر بھی عبارت پایۂ ثقاہت و شرافت سے گری ہوئی نہیں ہے۔ اس طرح گویا آپ نے اظہارِ اختلاف کا بہترین اسلوب پیش کیا ہے۔ ہماری تمنا ہے کہ مسلمانوں کے مختلف گروہوں کے علماء و عمائد اور خصوصاً اہلِ حدیث حضرات اس اچھی مثال سے سبق لیں، تاکہ ملتِ اسلامیہ میں اختلاف کرنے کا مہذب اسلامی طریق رائج ہو۔

ایک اہم قابلِ ذکر بات اور، مولانا مرحوم نے رقم فرمایا ہے کہ "اہلِ حدیث کی غرض و غایت گروہ بندی سے نہیں تھی اور نہ ہے، بلکہ ان کا دائرۂ اثر ایسا وسیع ہے کہ ہر ایک محقق کو شامل ہے۔ جو شخص اپنی تحقیق کا مدار آزادانہ قرآن و حدیث پر رکھے وہ اہلِ حدیث ہے خواہ اس کی رائے کسی مسئلہ میں کسی امام یا محدث کی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ جو لوگ اہلِ حدیث کہلا کر اپنی یا کسی دوسرے کی تحقیق کو کسی دائرہ میں محدود کرتے ہیں ان کی رائے صحیح نہیں ہے بلکہ حجرت واسعًا کی مصداق ہے۔" کاش کہ آج کے اہلِ حدیث ان الفاظ کو بغور پڑھیں جو ایک محدث سے اختلاف کرنے کے گناہ پر آدمی کے ایمان، دیانت اور عزت سب کی دھجیاں اڑا دینے پر تل جاتے ہیں اور اپنے گروہی دائرے سے باہر کے کسی آدمی کے لیے حقوقِ مسلم تو کجا حقوقِ انسانی تک تسلیم کرنے پر تیار نہیں۔

سیاستِ حج | از جناب ملک دین محمد تاجر۔ شائع کردہ: کتب خانہ قادریہ، بیرون مصری دروازہ لاہور۔ قیمت دو روپے۔

---

[1] کاش مولانا مرحوم آج زندہ ہوتے اور الاعتصام ان کی نگاہ سے گزرتا اور مرحوم خود دیکھتے کہ ان کے نام لیوا دوسروں کے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔